چھپتا نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دُنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۵۰) | مطبوعہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۷ء بروز جمعہ | جلد (۲۵)

ایڈیٹوریل نوٹس

ہندوستان میں صنعت و حرفت کی ضرورت

ہندوستانی لوگ پیشہ کو ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ چمار۔ کمہار۔ موچی۔ سُنار۔ کاشتکار۔ درزی۔ بڑھئی۔ یہہ سب نیچ قوم سمجھے جاتے ہیں۔ ملازمت بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں جو گورنمنٹ ورک شاپ ہیں ان میں کثرت سے ہندوستانی کام کرتے ہیں مگر محض نوکری کے طور پر۔ ایسے لوگ بہت کم نکلیں گے کہ وہاں سے کام سیکھ کر نوکری چھوڑ کر ایک دوکان کھول بیٹھے ہوں۔ نوکری کے شوق میں لاکھوں طلبا مدرسہ میں بھرتی ہو گئے نوکری تو ملتی نہیں۔ پیشہ سے بھی گئے۔ پیشہ والے اب معدوم ہیں اور ڈگری یافتہ ہزاروں ہیں دو باتوں کی ضرورت سب کو ہے۔ ایک تو پیشہ کو ذلیل نہ سمجھ کر محنت کے عادی ہوں گے۔ اور دوسرے حرفہ سیکھنے کی۔ بڑے بڑے امیروں اور رئیسوں کو واجب ہے کہ ایسے مدرسے اور انجمنیں بنائیں کہ جن میں درزی۔ سُنار۔ موچی۔ بڑھئی۔ لوہار۔ گھڑی ساز۔ ملمع ساز۔ فوٹوگرافر۔ دوا اور کلوں کا کام جاننے والے۔ مغربی زراعت کے قاعدوں کے واقف کار وغیرہ وغیرہ پبلک فنڈ سے تنخواہ پا کر طلباء کو کام سکھایا کریں۔ ہر طالب حرفہ کو اختیار ہو کہ جونسا ایک حرفہ چاہے سیکھنا اختیار کرے۔ جب تک وہ خوب کام سیکھ نہ لے اُس سے جو کام پبلک نے لیا ہو اُس کی اُجرت کا کچھ حصہ خود اُس کو ملے اور کچھ پبلک فنڈ میں جمع ہو۔ اگرچہ کل حرفوں کا ایک مدرسہ میں جمع ہونا مشکل ہے تاہم دو دو تین تین حرفے فی مدرسہ سردست کافی ہو سکتے ہیں۔ اس ذریعہ سے حرفے ملک میں جلد پھیل سکتے ہیں۔ یہہ بخوبی واضح رہے کہ حرفہ ایک بہت بڑا وسیلہ قوم کو دولتمند بنانے کا ہے۔ مغربی قومیں ان اصول کو عملی طور پر بخوبی سمجھ گئیں ہیں اور اسی کی بدولت نہایت مالدار ہو کر آرام و آسایش کے ساتھ بسر کرتی ہیں +

مدت سے ہندوستان میں ولایت کی تیار شدہ چیزیں آتی ہیں اور ہم خریدتے جاتے ہیں مگر اُس کی عوض میں جب یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کی صنعت کی کیا کیا چیزیں غیر ملکوں میں جاتی ہیں تو سوائے اِس کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اِس ملک کی پیداوار روئی بھی غیر ولایت میں کپڑے بننے کے واسطے بھیجی جاتی ہے اور چند روز میں وہی جہاز جو یہاں سے روئی لے گئے تھے وہی روئی کپڑے کی شکل میں واپس لے آئے۔ اور ہندوستان سے لاکھوں روپیہ کا منافع لے لیا۔ کوئی پوچھے کہ پھر ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اِس کا جواب یہہ ہے کہ اہل ہند نے صنعت و حرفت سے نفرت کی اور نئی تہذیب نے نئی نئی چیزوں کا شوق اہل ہند کے دِل میں ڈالدیا۔ اب وہ چیزیں ہندوستان مہیا نہیں کر سکتا مجبور ولایت سے وہ چیزیں منگوانے لگے۔ اے ہندوستان کی مختلف قوموں سستی اور کاہلی کو چھوڑ کر صنعت اور حرفت کی طرف توجہ کرو تاکہ بہبودی اور بہتری حاصل ہو۔ ایک فاضل کا مقولہ ہے کہ پیشہ انسان کو عزت نہیں دے سکتا بلکہ انسان پیشہ کو معزز بنا سکتا ہے ٭

نور افشاں

پادری ای-ایچ-یونگ صاحب-ایم-اے-ایڈیٹر

پادری-ایچ گولکناتھ صاحب + پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ

پادری طالب الدین صاحب بی-اے + پادری پی سی-اوپل صاحب } ایڈیٹرز

سلف سپورٹ

یہہ مضمون پادری گولکناتھ صاحب نے

کانفرنس منعقدہ لودیانہ کی جلسہ میں سنایا

میر مجلس صاحب و کل صاحبان مجلس تسلیم-

جو وقت مضمون سنانے کے لئے مجھے دیا گیا ہے اُس کی قلت کے باعث میں تمہید اُٹھانے سے معذور ہوں لہذا ابلا پابندی اُصول مضمون سلف سپورٹ کی طرف مخاطب ہوتا ہوں +

(اوّل)- کل مشنری کارگذاریوں کا مدعا متعلق اِس ملک ہند کی اشاعت اور تلقین کرنے اور غیر قوموں میں سے ایک مسیحی جماعت کے فراہم کرنے میں یہہ ہے کہ جماعت اپنے پانوں پر کھڑی ہو جاوے-غیر ممالک مشنریوں کے کام میں دو اجزا مدنظر ہیں-یعنی اشاعت و تلقین اور کلیساؤں کا قایم کرنا-اور کلیساؤں کا قایم کرنا اِس قبیل وجہت سے ہو کہ اُس کی تکمیل میں زندہ اور خود بخود اپنے کو سمبھالنے والی مسیحی جماعتیں قایم ہوتی جاویں-بلکہ مشن کے کام کی کامیابی کا اندازہ بھی تعداد اور قسم دونوں کے لحاظ سے اِسی بنا پر ہو سکتا ہے کہ کتنی ایسی کلیسائیں قایم کی گئی ہیں-اشاعت و تلقین کا کام تمام ہندوستان بھر میں خاطر خواہ ہوا ہے-عموماً لوگ مسیحی صداقتوں سے آشنا کئے گئے ہیں-اور خصوصاً شمار میں بہت لوگ عیسائی اور مہذب بھی بنائے گئے ہیں-اور نیز بتوسط غیر ممالک سوسائیٹیوں کے بہت سی مسیحی کتابیں اور رسالجات شایع کئے گئے ہیں اور اُن کی اشاعت میں کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا ہے-

اِنہی کی توسط بہت سے دار العلوم اور شفاخانے اور بورڈنگ سکول اور یتیم خانے وغیرہ جاری ہیں اور گھر گھر اور گلی گلی تمام کام بھی جاری ہے-عیسائیوں کی رہایش اور عبادت کے لِئے عمارات بھی اِن کے طفیل اپنا جوہر دکھلا رہی ہیں-بلکہ عیسائیوں کا بہت سا حصہ اِنہی کے ساتھ کام میں شریک ہے-القصہ ہر ایک کام کا منبع اور مبدا غیر ممالک فنڈ ہی نظر آتا ہے-غیر ممالک مشنری ہی ہر ایک دینی اور نیک کام کا شروع کرنے والا اور اُس کی ترتیب دینے والا اور اُس کے سمبھالنے والا رہا ہے-اُنہوں نے جو کچھ ہماری بہبودی کے لِئے کیا ہم ہندوستانی مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کو اِنکا تہہ دل سے شکر گذار ہونا چاہئے-اور ہم مسیحیوں کا تو تعلق اِن کے ساتھ ہمیشہ ایسا رہیگا جیسے بچے کا ماں باپ سے ہوتا ہے-کیونکہ بشارت اِنجیل ہم کو اِنہی سے میسر ہوئی-یہہ عمدہ پہلو تصویر کا جو حضور نے آپ صاحبان کے روبرو کھینچی ہے-اِس کا ایک بدنما پہلو بھی ہے خصوصاً اِس ملک میں کلیسائیں قایم کرنے کے تعلق-اور وہ یہہ ہے-اول-ہندوستان میں کلیسائیں قایم کرنے میں مشنری صاحبان نے اکثر رسولی اُصول کو مدنظر نہیں رکھا ہے اور بعض تو اِس اصول سے بالکل ہی تجاوز کر گئے ہیں-رسولوں کو کلیساؤں کی قدر اور خوبی پہچاننے کا ایک ہی معیار تھا کہ آیا اِن جماعتوں نے روح القدس کا بپتسمہ پایا ہے یا نہیں-اور اُس کے مطابق جہاں کہیں وہ دورہ یا گشت کرتے ہوئے ایسی جماعتیں پاتے وہاں اُن کی کلیسائیں قایم کرتے اور ایک یا دو افسران مقرر کر کے وہ ایسی قایم شدہ کلیساؤں کو روح القدس کے سپرد کرتے تاکہ وہ اپنی ہی صورت اِنتظام کو قایم کریں اور خود وہ دیگر حدود میں چلے جاتے تھے-وہ اِس امر کے ہرگز در پے نہیں ہوتے تھے کہ اپنی ہی کلیسائی طریقوں کا سارا بوجھ نوخیز کلیساؤں پر ڈالیں-اِن کا طریق عمل بہت ہی سادہ ہوا کرتا تھا خصوصاً اِس غرض سے کہ نوخیز کلیساؤں کی روح القدس کی پیدا کی ہوئی زندگی اِن کے اِنتظام میں زمانے کی تبدیلیوں کے مطابق اپنا ہی قومی ظہور کر پڑے-اِس لِئے اِبتدائی کلیساؤں میں اِن کی روحانی زندگی سے صورت اِنتظام اور کلیسائی گورنمنٹ نے اپنا ہی قومی ظہور کر پکڑا-اِن کے اِنتظام کی صورت ترقی خود بخود ہوتی گئی-اِن کی ترقی روحانی تھی ایسی جیسے پھول کا کھلنا-باہر سے یا خارجی ذریعہ سے کوئی چیز اِن کی نظرتی ترقی کی حاجت نہیں ہوئی کہ جس سے اِن کی کلیسائی زندگی کی ظاہرہ صورت مصنوعی یا نقلی ہو جاوے-یہی وجہہ ہے کہ اِبتدائی کلیساؤں میں کلیسائی اِنتظام کی مختلف صورتیں نظر آتی ہیں-یونانی و فرنگی و رومی کلیساؤں کا مقابلہ یروشلم اِنطاکیہ اور افسس کی کلیساؤں سے کر کے دیکھ لو-وہ عقاید اور تعلیم میں تو سب ایک تھے مگر صورت ترتیب اور اِنتظام کے بارے میں اِن میں فرق تھا-اور تفریق کی گنجایش کی وجہہ یہہ تھی کہ مختلف کلیساؤں میں اوضاع اور اطوار اور عادات کا فرق تھا-مگر مشاہدہ میں آتا ہے کہ مشنری صاحبان نے اِس رسولی اُصول سے بہت کچھ تجاوز کیا ہے-اور اِس تجاوز کی وجہہ بھی تھی اور جس کے اوپر اِن کا کچھ اِختیار نہ تھا-یعنی اِس ملک میں ذات پات کا بندھن ایک ایسا دشمن اُن کے مقابل آ کھڑا ہوا کہ اِن کو خواہ مخواہ بھی مسیحی مریدوں کی حمایت اور مدد کرنی پڑی-اِس کے علاوہ اُن کو اپنے اپنے فرقوں کی پاسداری اور پابندی منظور کرنی پڑی حتیٰ کہ اِس پابندی کے جوئے کو نوخیز مسیحی جماعتوں پر بھی ڈالدیا اور رفتہ رفتہ کل رسوم عبادت اور اِنتظام معہ مسالہ تیار شدہ اِن کے اوپر ملمع کے طور پر جڑ دیا-موجودہ کلیسائی ترکیب اِنتظام اُن کے حلقوں میں ٹھونس دیا گیا ہے اور دیسی کلیساؤں کی اپنی روحانی زندگی کی

صورت ظہور پانے نہیں پائی ہی۔ مسیحی جماعت بمشابہ اُس پودے کی مثل ہی جس کو باغبان نے ایک گرم اور تیار شدہ خطے میں لگایا ہی جس کا اب اپنے خطے سے باہر فطرتی زمین میں ہوا اور سورج کے درمیان نشو و نما پانا محال معلوم ہوتا ہی۔ یہی وجہ ہی کہ کلیسیا کی جڑ پکڑنے کی ایک شرط اور ضروری شرط اس میں پائی نہیں جاتی۔ یعنے خود اپنا انتظام کرنے والی اور خود کو سنبھالنے والی نہیں ہو سکتی۔ کلیسیا کی موجودہ حالت کمزور بچے کی سی ہی جو بن اُٹھائے نہیں اُٹھتا اور بن چلائے نہیں چلتا۔ اُس میں قوت یا پرجوانی کا زور نہیں پایا جاتا۔ اور نہ اُس کے طرز اطوار میں اپنے اصلی گھر کی بو پائی جاتی ہی بلکہ اُس کے کل وضاع و اطوار نقلی اور مصنوعی ہیں۔ اُس میں مغربیت کی بو پائی جاتی ہی +

پھر ایک اور امر میں مشنری صاحبان نے مغالطہ کھایا ہی اور وہ یہہ ہی کہ اپنے قاعدوں میں وہ اِس اصول کے پابند نہیں رہے ہیں کہ جو کچھ لوگ خود بخود کر سکیں وہ اُن کے لئے کیا نہ جاوے۔ مشنری صاحبان کو مجبوری امر نومریدوں کی خبر گیری کرنی پڑی کیونکہ اگر ایسا نہ کرتے تو نومریدوں کو اور کوئی جگہہ جانے کی باقی نہ رہتی۔ اس سے اُن کی حالت ابتر ہو جاتی اور شاید بعض ان میں سے تنگیوں کی وجہ سے پھر بھی جاتے۔ مگر غلطی یہہ ہوتی رہی کہ اُن کی خبر گیری کرتے وقت مشنری صاحبان نے اُن کی پچھلی حالت اور اُن کے پیشوں کی طرف لحاظ نہیں کیا۔ مسیح خداوند نے اپنے شاگردوں کو چنتے وقت اُن کے پیشوں سے اُن کو نہیں ہٹایا۔ بلکہ مسیح خداوند کے جی اُٹھنے تک ہم یہی دیکھتے ہیں کہ اُس کے سکھ اپنے پیشوں میں مصروف تھے۔ مشنری صاحبان نے مدد کرتے وقت اِس قاعدہ کی قید اختیار نہیں کی بلکہ اکثروں کو اُن کے پیشوں سے ہٹا کر ایسے اہم کام اُن کے سپرد کئے جس کے وہ لایق نہ تھے۔ اور اسی طرح اکثر دیسی جوگی گی اور کوچہ کوچہ کی خاک چھانتے پھرتے اور دریوزہ گری کرتے پھرتے ہیں با قدر جولاہے ترکھان و موچی و درزی وغیرہ بنتے اور دیگر فن و حرفت میں ماہر ہوتے۔ اور اُن کا مسیحی نمونہ بھی تاثیر پذیر ہوتا۔ اس کے برعکس ہم یہہ دیکھتے ہیں کہ ہندوستانی کلیسیائیں بیل بوٹوں کی طرح مشنری سوسائٹیوں کو چمٹی ہوئی ہیں۔ مشنری صاحبان ماں باپ کی طرح اُن سے سلوک کرتے ہیں +

پھر اس کے علاوہ مشنری صاحبان کا موجودہ نقدی رشتہ کلیسیاؤں کے ساتھ جس کے سبب سے ایک اپنے کو حاکم اور دوسرا اپنے کو محکوم تصور کرے عمدہ واقع نہیں ہوا ہی۔ مشنری صاحبان دوستوں کے بجائے حاکم مانے جاتے ہیں۔ اِس رشتہ سے کلیسیاؤں میں اُن عیوب نے زور پکڑا ہی جو مطلب براری کے لئے محکوم احکام کے ساتھ عمل میں لاتے ہیں۔ اور اسی طرح اکثر مشنری صاحبان نے بھی اپنے آپ کو خدا کی میراث کا مالک تصور کیا ہی۔ اکثر یہہ خداوندی بلکہ زمانہ کی حالت کے مطابق مجبوری کرنی پڑی۔ وقت کی کمی کے باعث اور دیگر وجوہات جن پر وہ حاوی نہیں ہو سکتے تھے کلیسیا کی ترقی اور بڑہاؤ کا کام اکثر ماتحتوں کے سپرد کیا گیا جن کی کلیسیہ معقول عزت نہیں کر سکتی تھی اور مشنری صاحبان خود بطور بشپ یا سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت میں نگرانی کرتے رہے۔ اس کا اثر عمدہ واقع نہیں ہوا۔ مشنری صاحبان گلہ کے لئے نمونہ نہیں بن سکے۔ یہی وجہ ہی کہ دیسی کلیسیاؤں میں ہمت اور جان نہیں پائی جاتی۔ وہ اپاہج ہو کر بیٹھی ہی اور نہ اپنی ہمت پر کچھ اعتبار اور بھروسہ رکھتی ہی۔ اُس کی بڑہاؤ کی ترقی بے قاعدہ ہوئی ہی۔ وہ بچے سے بچہ ہی بڑھی ہی اور مشنری صاحبان کا ہاتھ پکڑا رہتی ہی +

(دوم) دیسی کلیسیا کی موجودہ حالت۔ اس میں کسی کو بھی کلام نہیں کہ ہماری مسیحی جماعتوں میں بہت ایسے اشخاص ہیں جو اُن جماعتوں میں فخر کے باعث ہیں۔ وہ نہ صرف اعلیٰ زندگی میں بڑھنے اور سبقت لے جانے میں ہی کوشاں ہیں بلکہ اپنے قول و فعل دونوں سے مسیح کے جلال کو اپنے ہم قوم کے لوگوں میں ظاہر کر رہے ہیں۔ مگر افسوس سے یہہ بھی کہنا پڑتا ہی کہ اجتماعی کلیسیائی زندگی میں مسیحی جماعتوں کی ترقی کوتاہ و ناکمل ہی۔ بہت مسیحیوں کی زندگی علیحدگی اور تنہائی میں کٹتی ہی۔ وہ کلیسیائی زندگی کے اصول سے ناآشنا ہیں۔ اُن کی شراکت فرضی ہی جسے مسیح کے بدن کو کچھ قوت اور زور نہیں پہنچتا وہ عبادت میں تو شریک ہوتے ہیں بلکہ کلیسیائی انتظام میں بھی مگر کسی قسم کا بوجھ اپنے اوپر نہیں لیتے بلکہ کل عبادت اور اُس کے لوازمات کا بوجھہ غیر ممالک فنڈ ہی اُٹھاتا ہی اور اسی کا یہہ کام تصور کیا جاتا ہی۔ اُنھوں نے اِس امر کی طرف توجہہ نہیں دی ہی کہ کلیسیائی شراکت کا حاصل کرنا اور اُس کا مہیا کرنا اُن کا اپنا فرض اور حق ہی۔ اور پھر بعض ایسے مسیحی بھی ہیں جو کلیسیائی شراکت کا بوجھ اور ذمہ واری ایک مجبوری امر سمجھتے ہیں۔ اُن پر گویا خارجی دباؤ ڈالا گیا ہی۔ اور کلیسیا میں شامل ہونا اُنہوں نے ایک حکمت عملی امر تصور کیا ہی۔ القصہ ممبران کلیسیا میں زندہ ایمان اور دلی شوق اور خود انکاری اور وہ غیرت اور چستی و ہمت جو مسیحی زندگی میں مفید ہو کم نظر آتے ہیں +

(سوم)۔ وہ وجوہ جس سے کلیسیا کی ایسی حالت واقع ہوئی ہی +

(۱) دیسی کلیسیا کے حقوق قائم کرنے میں غیر ممالک کا حصہ کچھ زیادہ ہی رہا ہی۔ جب تک غیر ممالک کلیسیائی انتظام اور کل پردیسی طریقے ہمارے درمیان رائج رہینگے تو دیسی کلیسیا کی اپنی زندگی اُن کے دباؤ اور سایہ میں اپنی صورت انتظام نہیں پکڑیگی۔ اور جو ترقی ہوگی ظاہرہ اور برائے نام ہوگی کیونکہ اصلی اور ذاتی نہیں جو کلیسیا کی روحانی زندگی خود بخود ظاہر کرے +

(ب) کلیسیا میں زندگی کی ایک علامت اُس کا پھیلنا اور بڑھنا ہی۔ مگر اُس کے برعکس دیسی کلیسیا کا انحصار وجود

شن پر رہا ہی اور وہ کسی زمانے میں بھی غیر ممالک دباؤ اور پرورش سے رہا نہیں کی گئی ہے۔ اسی وجہہ سے اب کلیسیا کی طرف سے خود بخود یہہ کوشش اور ہمت نہیں ہو رہی ہے کہ وہ اپنا خود انتظام کرنا اور خود پرورش کرنا اور خود کا چلانا اور بڑھانا سیکھ لیوے۔

(ج) فرداً فرداً اور جداگانہ طور پر مسیحیوں نے اس امر کی حقیقت کو دریافت نہیں کیا ہے کہ جیسے خاندان اور سوسائٹی کے مرتب شدہ انتظام کو ہم سب متبرک تصور کرتے ہیں اسی طرح وہ جس کو ہم کلیسیا کے نام سے موسوم کرتے ہیں ایک الٰہی انتظام ہے جس کی منشا یہہ ہے کہ مسیح کے خون خریدے اُس کے ایک متحدہ اور مرتب بدن قرار پاویں۔ اور اس لئے ہر ایک مسیحی کا یہہ فرض اتم ہے کہ وہ علیحدہ اور غیر متحدہ زندگی بسر نہ کرے بلکہ کلیسیا میں جو مسیح کا بدن ہے شریک ہو۔ موجودہ حالت کے مطابق کلیسیا مشن کی ایک محکمہ ہے حتیٰ کہ اگر آج مشن اپنا دست مربی اُٹھا لیوے تو یہہ کل بنی بنائی کلیسیائی عمارت گر جاتی ہے +

(د) دیسی کلیسیا اپنے کل لوازمات و اسباب انتظام کے ساتھ اس مصنوعی درخت کی صورت پر نظر آتا ہے جو بڑے دن کو لگایا جاتا ہے۔ اس پر ہر ایک قسم کے میوے تو نظر آتے ہیں مثلاً عمارات بھی ہیں اور کل کلیسیائی اسباب انتظام بھی موجود ہیں مگر جو کچھ ہے نقلی ہے درخت میووں سے تو لدا ہے مگر اس درخت کا کچھ اپنا نہیں ہے بلکہ پرایا ہے۔ دینا لینے سے بہتر کی تعلیم متواتر اور طریقے کے ساتھ سکھلائی نہیں گئی ہے۔ کلیسیا خود اپنی حاجات کو رفع کرنے کے لئے بڑھنے نہیں پائی ہے۔ کلیسیا کا بیج تو نظر آتا ہے ہاں پودا بھی نظر آتا ہے مگر پودا سایہ میں پلا ہے اسلئے اس کے بڑھاؤ میں کمی اور کوتاہی ہے۔ وہ پودا اپنی زمین سے اُکھاڑا گیا ہے اور اُس کے اردگرد دیسی کھاد اور باڑ لگائی گئی ہے اور دیسی ہوا اور خارجی تاثیروں نے آ کے گھیرا ہوا ہے کہ وہ پودا ایک قسم کے پھل تو لاتا ہے مگر اجنبی سا نظر آتا ہے۔ اور اب جو اُس کو اپنی زمین پر لگایا جاتا ہے تو اُس کو ہوا اور سورج موافق نہیں آتے یہی وجہہ ہے کہ برہمو سماج والے اور آج کل ووکانند جیسے اپنی قوم کے لوگوں کو نقل کرنے سے آگاہ اور ہوشیار کرتے ہیں۔ کیا عجب اگر اس ملک کے مسیحیوں کی موجودہ حالت مسیحی مذہب کی زیادہ ترقی کی مانع ہو +

(ہ) ملک ہند کے دیسی خادم الدین بھی غیر ممالک خادم الدین ہی ہیں کیونکہ اس فنڈ سے اُن کی پرورش ہوتی ہے۔ اور غیر ممالک ہی قاعدوں اور طریقوں کے وہ پابند ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ دیسی خادم الدین کی مشن کو اشد ضرورت اور اشاعت و تلقین کے کام میں بلکہ تعلیم کے کام میں دیسی خادم الدینوں کا مشنری صاحبان کے ساتھ ہاتھ بٹانا ضروری امر تھا اور ابھی ہے مگر اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا ہے کہ ہمارا موجودہ تعلق اُن کے ساتھ نقدی ہے۔ ہم اُن کے نوکر ہیں اور وہ ہمارے حاکم۔ یہہ رشتہ ایک بُت کی طرح ہمارے درمیان کھڑا ہے جس کی وجہہ سے جماعتوں کے ساتھ جو اُنکی دینی خادم الدینوں کا ہونا چاہئے وہ نہیں ہے۔ اور اسی وجہہ سے جماعتی رشتہ پاسٹر کے ساتھ اور پاسٹر کا جماعت کیساتھ باہمی اتفاق کا نہیں ہے۔ نہ تو جماعت دینے پر راضی ہے اور نہ پاسٹر ذمہ لینے پر خوشنودی ظاہر کرتا ہے۔ اور بھی وجوہات ہیں مثلاً بلا امتیاز بپتسمہ کا دینا وغیرہ مگر وقت کی قید لگائی گئی لہذا۔

(چھٹم) آخر میں چند ایک تجاویز پیش کرتا ہوں اگر قبول اُفتد زہے عز و شرف۔ دربارہ طریق کارروائی کہ جتنے کلیسیاؤں میں سلف سپورٹ کا اصول جاری ہو جاوے۔ راستی سے سلف سپورٹ کے طریقے کو چلانے کے لئے ابتدائی صلاح میری یہہ ہے کہ پہلے گرانے اور منہدم کرنے کا کام شروع ہو۔ جو کچھ ردا کلیسیا کی عمارت بننے میں غلطی سے پڑ گیا اس کا نکالنا ایک دن کا کام نہیں ہے۔ ایک تو یہہ طریق ہے کہ مشنری صاحبان کلیسیاؤں سے خود دست بردار ہو بیٹھیں اور دوسرا یہہ کہ کلیسیائیں خود جوں جوں زور پکڑیں غلطیوں کی خود اصلاح کریں مگر بہتر یہی ہے کہ آہستہ اور بتدریج رسولی طریق پر چلنا چاہئے۔

ہماری خاص غرض یہہ ہونی چاہئے کہ دیسی کلیسیائیں انتظام اپنے ہاتھ میں لیں اور اپنے طریق پر لیں۔ وہ کلیسیائیں جو اب تک غیر ممالک طریق پر مرتب ہو چکی ہیں اُن کی موجودہ ترتیب کو مستقل نہ سمجھا جاوے بلکہ عارضی۔ جماعتوں کو اس اثنا میں چاہئے کہ وہ برادرانہ محبت اور جماعتی طبیعت کو پیدا کریں۔ اس میں شک نہیں کہ ہند کی مسیحی انجمنیں اس مدعا کو کسیقدر پورا کر رہی ہیں +

پھر اُس کے علاوہ جماعتوں کی غرض یہہ ہونی چاہئے کہ روح کی معموری کے طالب ہوں اور دعا میں نت مصروف رہیں۔ خدا ایسے مسیحی مرد اور عورت اُٹھاوے جو ریوائیول برپا کر دیویں۔ جب یہہ سب کچھ عمل میں آتا جاوے یا یوں سہی کہ جب روح القدس اُن کے درمیان پائی جاوے تو ایسے روح کے بھرے ہوئے اشخاص ایک اپنی کلیسیا قائم کریں اور موجودہ پرسبیٹری ایسی کلیسیا پر اپنی تائید کی مہر لگا دیوے۔ ایسی کلیسیا میں ممبر شریک ہونے کی ایک ہی شرط ہو سکتی ہے یعنی مسیح میں ایمان کے ذریعہ اتحاد والی طبیعت کا ہونا۔ کیونکہ بغیر ایسے اتحاد کے کسی قسم کی مسیحی شراکت کا ہونا محال ہے۔ اور نہ اس اتحاد کے بغیر کوئی ایسا قریبی رشتہ جو مابین پاسٹر اور جماعت کے ہونا چاہئے ہو سکتا ہے۔ اس اتحاد سے ممبران کی طرف سے دینا ایک خوشی کا باعث ہوگا اور اُن کے پاسٹر کی طرف سے خود انکاری عمل میں آویگی۔ کلیسیا سادہ صورت انتظام و عبادت سے بتدریج ترقی کرتی جاویگی۔ اور موجودہ بناوٹی اور زائد الترقی گھٹتی گھٹتی اصلی اور سادہ صورت پر آجاویگی۔ ایسے اشخاص کلیسیا کو تب ایک الٰہی انتظام تصور کریں گے۔ اور اس میں شریک ہونا اپنا مسیحی حق اور ذمہ واری سمجھیں گے۔ وہ تب خود اپنی ہی افسران کے انتخاب کرنے کی امتیاز کر سکیں گے۔ جب تک ایسی تعلیم اُن کو نہ دیجاویگی اور خود انتظام کی ذمہ واری اُن کو نہ سونپی جاویگی تب تک وہ خود بخود اور اپنی رضا سے سلف سپورٹ کے لئے کچھ بھی نہ کرینگے۔ دوسری صلاح میری یہہ ہے کہ جب کسی



کلیسیا نے متذکرہ بالا طریق پر کچھ ترقی خود انتظام اور سلف سپورٹ پر کر لی یعنی اس طور پر کہ اپنا خرچ خود اُٹھاتی ہو اور دینی مطالب کے لئے ہمیشہ کچھ نہ کچھ چندہ دیتی رہتی ہو اور اس قابل بھی ہو گئی ہو کہ ایک اپنا ہی پاسٹر سنبھال لیوے تو اُس کو اس غایت مطلوبہ تک پہنچنے کے لئے روکا نہ جائے۔ بلکہ بشرط ضرورت غیر ممالک فنڈ میں سے بھی مدد کے طور پر دینا چاہئے۔ کیونکہ دیسی کلیسیا کا رشتہ غیر ممالک مشن سے ہمیشہ وہی رہیگا جیسا بچے کا ماں باپ سے ہوتا ہو۔ اور کوئی بھی ایسا ماں باپ نہیں ہو جو اپنے بچے کی کمائی سے جو اب جوانی پر پہنچا ہو خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ ضرورت پر بچے کی کمائی پر اضافہ کرتے ہیں تاکہ وہ نوجوان بچہ بااختیار ہو جاوے۔ اِس لئے دیسی کلیسیاؤں کو مشن سے مدد لینے میں کوئی شرم نہ ہونی چاہئے۔ وہ ہمارے ماں باپ ہیں۔ مگر تاہم ہماری نیت ومنشا برابر یہی ہونی چاہئے کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاویں۔ اور اُن کے ماں باپ والے سایہ سے نکل آویں اور آزاد ہو جائیں۔ ابھی کچھ مدت دراز تک ہم کو اپنے ماں باپ غیر ممالک سوسائٹیوں سے اپنی کمائی پر مدد لینے کی ضرورت رہیگی۔ پر اسی اثنا میں ہم قدم ترقی کا آگے بھی رکھتے جاویں گے۔ حتیٰ کہ وہ وقت آویگا جب اپنے ہندوستانی مشنری صاحبان اور اُن کے معاون ہو جاوینگے اور اُن کا خود اپنا انتظام بھی ہوتا چلا جاویگا اور اس اثنا میں غیر ممالک مشنری صاحبان کم ہوتے چلے جاوینگے اور تب وہ انجام پہنچے گا جب ہندوستان کی زمین پر مسیحی علم قایم ہو جاویگا۔ اور تمام الباطل خس وخاشاک راکھ کر دیا جاویگا اور اسی علم کے زیر سایہ ہندوستان کے کل فرقے آجاوینگے +

میری تیسری صلاح یہہ ہو۔ کہ جب ایک کے علاوہ تین یا چار کلیسیائیں معہ پاسٹر وایلدران مرتب ہو گئیں تو اُن کو اجازت دینی چاہئے کہ وہ اپنی ایک پرسبٹیری قایم کریں۔ موجودہ پرسبٹیریوں میں پاسٹروں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوتے ہیں مگر اس قومی پرسبٹیری کے اجلاس میں پردیسی صاحبان اور اُن کے دیسی مددگاران صرف بہ حیثیت مشورتی ممبران کے بیٹھیں اور کام کے چلانے والی صرف یہہ قومی پرسبٹیری ہو۔ اگر آج ہم کو موجودہ کلیسیاؤں میں کسی چیز کی ضرورت ہو تو اسی کی ہو کہ ہماری ایک قومی کلیسیا اور ایک قومی خادم الدین ہو۔ جن کا تعلق غیر ممالک مشنری صاحبان کے ساتھہ ماتحتی اور ملازمت کا نہ ہو بلکہ برادرانہ شراکت کا۔ میرے ناقص خیال میں یہی ایک طریقہ ہو کہ جس سے ہندوستان کی کلیسیا خود انتظام کرنے والی اور خود سپورٹ کرنیوالی اور خود بڑہنے والی اور بڑہانے والی ہو جائیگی۔ ممکن ہو کہ وہ قومی کلیسیا ابتدا میں غلطیں کرے مگر اُس کا غلطی کرنا کمزوری کی علامت نہیں سمجھنا چاہئے۔ بچہ گرنے اُٹھنے سے ہی رفتہ رفتہ آزاد ہوتا جاتا ہو حتیٰ کہ نہ صرف ماں کا ہاتھ چھوڑ دیتا ہو بلکہ ماں سے علیحدہ اور غائب بھی ہو جاتا ہو علیٰ ہذا القیاس۔ ابتدا میں ناکامیابیوں اور مزاحمتوں سے ہی کلیسیائیں تجربہ اور کامیابی کے مرحلہ کو طے کرینگی +

آخر میں مشنری صاحبان کو ہمیشہ یہہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ ایک جماعت کا قایم کرنا مشنری صاحبان کا سب سے افضل کام ہو۔ بلکہ کل مشنری کام کا مرکز یہی ہو کہ ایک مسیحی جماعت قایم ہو۔ اور پھر انہی کی خاطر یہہ کام کرنا چاہئے اور پھر ان کے ذریعہ اور ساتھ شریک ہو کر کرنا چاہئے اور انجام کار وہ کام انہی کے حوالہ کر دینا چاہئے تاکہ وہی باقی کام کا ذمہ لیں۔ دیسی کلیسیا ہی مشنری کام کا مرکز ہونا چاہئے جس کے چوگرد کل کارروائی اور انتظام مشن کا رُخ ہونا چاہئے۔ حتیٰ کہ یہہ مرکز اپنے دائرے سمیت روز بروز وسیع ہوتا ہوتا تمام ہندوستان کو کوہ ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک محیط کر لیوے اور ہندوستان کی موجودہ باطل سلطنت مسیح خداوند کی راست سلطنت ہو جاوے +

(آمین)

+ + +

مراسلات

دِل قایم نہیں

۲۔ تواریخ ۱۲ : ۱۴۔

رحبعام کی زندگی حالت ابتری میں اور ڈوبتی ہوئی تھی۔ اس کا اندرونی سبب سندکی آیت ہم کو بتلاتی ہو اِس لئے اِس بات سے واقفیت حاصل کرنا اور اس سے نصیحت لینا ہمارے لئے نہایت مفید ہو۔ ہر ایک انسان کو یہہ آرزو ہو کہ وہ اپنی آخر زندگی کا کچھ نہ کچھ نتیجہ دیکھے۔ واقعی کوئی انسان درخت یا جانور کی مانند نہ ہوگا کہ آیندہ کے لئے اُس کا کچھ بھی ارادہ نہ ہو بلکہ تمہاری نسبت بڑے بڑے خیال ہیں۔ یہہ یاد رہے کہ زندگی کی فتحیابی اور بربادی اس بات پر موقوف نہیں کہ فلاں شخص اتنے برس جیا یا جماعت میں بڑے درجہ پر تھا یا بڑا دولتمند تھا۔ رحبعام بھی ساٹھ برس تک جیتا رہا اور تخت کا مالک بھی تھا تو بھی اس کا کچھ مقصد نہیں اُس نے کچھ بھلا نہ کیا جس کثیف مٹی سے پیدا ہوا تھا آخر وہیں چلا گیا کوئی اس کے لئے نہ رویا اور نہ ماتم کیا اور نہ کسی نے اُس کی عزت کی اور نہ کوئی اُس کے لئے گایا۔ برعکس اس کے کئی ایک نے جو ادنیٰ درجے کے اور جو اُس کی زندگی کے تیسرے حصہ بھی نہ جئے بڑی فتحمندی اور کامیابی کے دن گذارے +

بہتوں کے لئے آیندہ میں بڑے سکھ کے دن ہیں اِس لئے تمہیں اس طریقے پر آنا چاہئے کہ جس سے تم فتحیابی حاصل کر سکو اور اس میں خواہ تمہاری عمر کے دن کم ہوں یا زیادہ مگر تم فتحیابی حاصل کر لوگے۔ رحبعام اپنی ساری زندگی میں غلطیاں کرتا ہی چلا گیا۔ اپنی زندگی کے شروع سے آخر تک

اُس کا دل اُس میں قایم نہ تھا اُس میں عام عقل بھی نہ تھی گویا وہ چوکھٹا آدمی گول چھید میں تھا جو اپنے دوستوں کو ناراض کرتا اور اپنے دشمنوں کو چھیڑتا رہا اور جس نے اپنی سلطنت کو کمزور بنایا اور اپنی سلطنت کے وارثوں کے لیے بیشمار تکلیفیں کھڑی کیں - ان باتوں سے وہ بڑے صاف طور پر اُس بات کو ظاہر کرتا ہے جو اُس کے باپ نے کہی تھی کہ احمق کو اگر اوکھلی میں ڈالکر کوٹو تو بھی اُس کی شرارت نہ جائیگی" وہ ایسا کمبخت آدمی تھا کہ عین وقت پر جب اُس پر بڑی جوابدہی تھی بے موقع بات کہتا اور بے موقع کام کر بیٹھتا تھا اس لئے اُس کی سلطنت کا اختتام مبارکبادی کے بجائے لعنت کے ساتھ ہوا - اور اُس کی سلطنت جب تمام ہوئی تو اُس کا غم کرنے والا بھی کوئی نہ رہا - یہہ ممکن ہے کہ اُس کے روحانی خیالات اول درجہ کے نہ تھے اور یہہ بھی خیال کیا جا سکتا ہے کہ اُس کے گھر بار کے لوگ بھی اس کی طرف نہ تھے لیکن اس کی زندگی کی سُبکی اور ابتری کا بڑا بھید ہماری سند کی آیت میں ملتا ہے - کہ اُس نے گناہ کیا - اُس نے غلطی کی کیونکہ اُس نے اپنا دل خدا کے ڈھونڈھنے کے لئے مضبوط نہ کیا - آہ بہتوں نے خاص اسی سبب کے لئے دُکھ اُٹھایا - اُمید ہے کہ تم اِس بات پر زیادہ غور کروگے اور خدا کی مدد سے بربادی کی غلطی سے بچ جاوٗگے +

مگر تم میل کو دیکھوگے تو تمہیں ایسی آیت لکھی ہوئی ملیگی کہ اُس نے اپنا دل نہیں ٹھہرایا خدا پر" اس وقت اِسی مطلب پر غور کرنا ہے یہہ ایک عجیب بات ہے جو صرف دو ناموں میں پائی جاتی ہے - رحبعام اور اُس کا دادا داوٗد - داوٗد نے اپنی زندگی خاص اپنی بنائی تھی وہ وقتاً فوقتاً بڑے زور و شور سے ۵۷ اور ۱۰۸ زبور میں کہتا ہے کہ اے خدا میرا دل قایم ہے اور ۱۱۲ زبور میں جب وہ راستباز آدمی کی تصویر نکالتا ہے وہاں کہتا ہے کہ اُس کا دل مضبوط ہے جس کا بھروسا خدا پر ہے +

زبور نویس کی گفتگو میں ہمیشہ یہہ بات جیتی تھی میں سمجھتا ہوں کہ تواریخ نویس کے دل میں بھی یہی بات تھی کہ جس سے وہ رحبعام اور اُس کے دادا کی زندگی میں فرق نکالنا چاہتا وہ اِن الفاظ میں اُس کا نتیجہ نکالتا ہے کہ وہ برباد ہوا اور اُس کی زندگی اچھی نہ تھی - کیونکہ اُس نے اپنے دادا کے برخلاف اپنا دل خدا پر مضبوط نہ کیا - مذہب ایسی بات نہیں کہ ہم بے فکری سے اُسے قبول کر لیں اور اُس کی کامل اُمید نہ رکھیں - وہ دعویٰ کرتا ہے کہ جب کل ارادے اور دل کی طاقت اُس میں ہووے تو وہ بعد میں ثبوت کریگا کہ وہ مبارک ہے - اور اُس وقت اُس کی زندگی میں طاقت ہوگی جب وہ اپنا سب سے بھاری معاملہ اُسی کو سمجھیگا - اِس موقع پر بنین صاحب کی اُس کہانی میں ایک کلام ہے جو اِس خیال کے موافق ہے - کیونکہ جب ہم کوشش کرتے ہیں اِس بات کے سمجھنے کی کہ خدا پر توکل کرنا یا اُس پر دل مضبوط کرنا کیا مطلب ہے تو وہاں یعنے مسیحی مسافر کی کہانی میں) ایسا لکھا ہے کہ مسیحی سفر کرتے کرتے ایک خوشنما محل میں پہنچا جو اُس پہاڑ کے مالک نے مسافروں کے آرام و حفاظت کے لئے بنایا تھا وہاں اُس مسافر کی بڑی خاطر و تواضع کی گئی اور تین عورتیں اُس سے مخاطب ہوئیں اور سوال کیا کہ تو ایسی تکلیفوں سے کیونکر نکلا اور کیسے فتحیاب ہوا اب اُس کے جواب کو سُنو - وہ کہتا ہے کہ جب میں نے صلیب کی طرف نظر کی وہ میرے لئے کافی ٹھہری" +

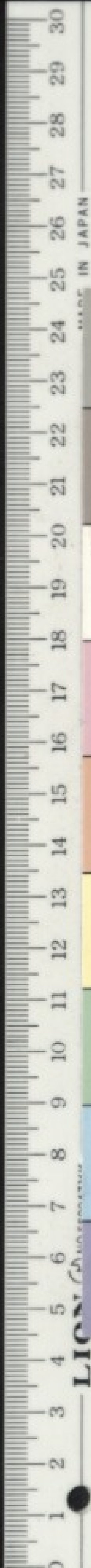
یہاں ایک خاص بات یہہ تھی کہ اُس مسافر کا دل خدا پر مضبوط تھا - پہلی شرط دل کے قایم ہونے کی یہہ ہے کہ اُس کی پہچان میں صلیب کی طرف نظر ہو - کسی کا قول ہے کہ ایک دانا اور معقول آدمی کو جب تک گناہوں کی معافی حاصل نہ ہو وہ اپنے دل میں آرام پا نہیں سکتا - اِس بات کی تصدیق کہاں ہوتی ہے صلیب پر نجات دہندہ کو دیکھنے سے - دُنیا کے مذہب کا آخر ہوتا ہے معافی کے ساتھ اور پھر وہاں سے خدا کے مذہب کا شروع ہوتا ہے اس سے تمہیں یہہ خیال تو اچھے معلوم ہوتا ہے اور شیطان بھی تمہارے اِس خیال کو مضبوط کرتا ہے کہ تم اپنی زندگی راستی سے گذاروگے اور بہت بُری چال سے علیحدہ رہوگے اور کبھی کبھی نماز کیا کروگے تو آخر کو سب کچھ بہتر ہو جائیگا خدا سے معافی مل جائیگی اور بادشاہت میں داخل ہونے کا حکم ملے گا - ہزاروں ایسے ہی خیال میں گرفتار ہیں جو ایسا سمجھتے ہیں کہ آخر کو ساری باتیں ٹھیک ہو جائینگی - مگر یہہ بات اُنہیں ضروری معلوم نہیں ہوتی کہ بالکل کامل اور پاک ہوں +

دوستو یہہ خیال صاف انجیل کو اُلٹا کرنے والا ہے -

مذہب میں پہلی بات یہہ ہے کہ خدا کے ساتھ راستی سے علاقہ ہو جبتک ایسا نہ ہو تم مسیحی زندگی میں داخل نہیں ہوئے - وہ اپنی محبت سے تمہیں دعوت دیتا ہے کہ اُس سے ملو صلیب کے پاس آکر اُس سے ملو اور جب تم ایسا کروگے تب ہی تم کو تمہارے گناہوں کی معافی ملیگی اور تب ہی تم میں نئی اور عمدہ زندگی کا شروع ہوگا اور تب ہی تمہارا دل خدا پر قایم ہوگا +

مجھے اِس کہنے کی ضرورت نہیں کہ صلیب کے کیا معنی ہیں وہ کہتی ہے (یعنے صلیب) کہ تمہارے بدلے حقارت کی موت وہ ایک بڑی دُکھ درد بھری تھی جو اس ایک لفظ میں یعنے کفارہ کی قربانی - کیونکہ وہ بڑے دُکھ اور مصیبت کی اور سب سے حقیر اور ذلیل موت تھی - جان نیست کرنے کے لئے آدمی کو پہاڑ پر سے گرا دیا کرتے تھے یا دریا میں ڈبا دیتے تھے یا آگ میں جلاتے تھے یا سر اُڑا دیتے تھے یا پھانسی دیتے تھے یا بھالے سے مارتے تھے - لیکن اِن میں سے ایک موت بھی ایسی شرمندگی اور دُکھ کی نہ تھی جو صلیب میں تھی اِس لئے ایسا لکھا ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو نیچ کیا اور موت تک فرمانبردار رہا یہاں تک کہ صلیبی موت تک برداشت کی - اُس صلیب پر اُس نے ہماری اور تمہاری جگہ لی اُس نے ہمارا بدلا سہا اُس نے بھلائے ہمارے گناہ خود اپنے بدن میں درخت پر - خدا نے ہم سبھوں کے گناہ اُس پر ڈالے +

پہلی سیڑھی جو لیتا ہے خدا کی طرف بھیجتی وہ سیڑھی یہہ ہے کہ



ایمان کی نظر اُس صلیب پر کھینچے گے نجات دہندہ پر ہو اور یہہ اقرار کرے میرے بدلے عیسیٰ کھڑا رہا۔ اور اُس نے میرے لئے لعنت اُٹھائی اور میں آزاد ہوا + باقی آیندہ

راقم

جے بی اے ایل ۔ از بمبئی ؁

کوٹگڈہ مشن کے مُنادوں کا دورہ

برائے مُنادی

اے ناظرین بانکین منادی کے کام کی قدر و منزلت وہی شخص جان سکتا ہے جس نے خود خداوند یسوع مسیح سے تقرر پایا ہو اور غیر اقوام میں اِس کار عظیم کے لئے وہی جد و جہد کر سکتا ہے۔ جو مقدس پولوس کے ہم زبان ہو کر یہہ کہہ سکتا ہے۔ "کہ میں یونانیوں و بربریوں داناؤں و ناداوں کا قرضدار ہوں" ہاں انجیل جلیل کی بشارت کی ذمہ واری و جوابدہی کا بیڑا وہی اُٹھا سکتا ہے۔ اور تمام سدّ راہ مصائب کا سامنا کر سکتا ہے جو رسول مقبول کے موافق بصدق دل اپنی زبان سے یہہ کہہ سکیگا "کہ مجھے ضرورت پڑی ہے اور مجھ پر واویلا ہے گر میں انجیل کی خبر نہ دوں" فی الواقعہ بشارت کے مبارک کام کے لئے وہی دوڑ دھوپ اُٹھا سکتا اور ایک کارگزار بن سکتا ہے جو اپنے تجربہ سے یوں کہہ سکے "کہ میں اپنے بدن کو پیچھے ڈالتا ہوں اور اُسے باندہ کے گھسیٹے لئے پھرتا ہوں نہ ہووے کہ میں اوروں کو منادی کر کے آپ نامقبول ٹھہروں" +

نیز انجیل کے مبارز کے لئے ضرور ہے کہ خداوند سے یہوسوع سردار کاہن کی طرح اُس کی میلی پوشاک اُتار کر اور نفیس پوشاک پہنائی جاوے اُس کی بدکاری دور کی جاوے اور راستبازی کی خلعت سے ملبس کیا جاوے ہاں یسعیاہ نبی کی مانند خداوند مسیح کی قربانی سے اُس کا گناہ دفعہ ہو اور اُس کی خطا کا کفارہ ہو جاوے تب وہ اس خدمت کے لئے خداوند کے جواب میں کہہ سکیگا کہ "میں حاضر ہوں مجھے بھیج"۔ علاوہ بریں منادی کے کام کے لئے ایک اور بات بھی ضروری ہے جس کا بیان یہہ ہے۔ حزقیل نبی نبوت کرنے کے پیشتر اُسی تومار کو جس پر نبوت کا کلام لکھا ہوا تھا آپ کھا گیا۔ کیونکہ اس کو حکم ہوا اے آدمزاد جو کچھ تو نے پایا سو کھا۔ اِس تومار کو نگل جا اُس نے کھالیا وہ تومار نہ صرف اُس کے منہہ میں داخل ہوا بلکہ انتڑیوں تک پہنچا اور اُس کے بدن کا ایک حصہ بن گیا اسی طرح جو کوئی کلام کی خدمت کا مشتاق ہو وہ خدا کے کلام کو کھا جاوے تاکہ کلام اُس کے اندر پہنچکر اُس کی روح کی غذا بنے۔ جو کوئی چاہے کہ اوروں کو خدا کے کلام کی خوراک پہنچاوے اُس کے لئے مناسب ہے کہ پہلے اُس کلام کو خود کھاوے اور اُس کی روح پر اُس کی تاثیر پہنچے تاکہ خدا کے کلام کو اچھی طرح پورا کر سکے جس کلام کو خدا خود منظور کرے اور اُس میں روحانی تاثیر ظاہر ہو ضرور ہے کہ وہ کلام پہلے ہمارے دل کے اندر ہو ہم کو چاہئے کہ پہلے ہم خدا سے پاویں پیشتر اس سے کہ ہم دوسروں کو دیں خدا کا حکم یہہ ہے کہ تم ڈرتے اور تھرتھراتے ہوئے اپنی نجات کے کام کرے جاؤ کیونکہ خدا ہی ہے جو کہ تم میں اثر کرتا ہے کہ تم اُس کی نیک مرضی کے مطابق چاہو اور کام بھی کرو پس جس منادیا خادم میں مذکورہ بالا باتیں پائی جاویں وہ ضرور اپنے کام و خدمت میں کامیاب ہوگا۔ اور شکر خدا کا اس ملک ہندوستان میں خداوند کے بعض خادم بقول دانیل فلک کی چمک کے مانند چمکتے ہیں۔ اور وے جن کی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے ستاروں کی مانند پر اگر منادو بہ تولا حول ولا پڑہنا کافی ہوگا۔ اُن سرگرم خادموں میں سے ایک کو خدا نے اس کوٹگڈہ مشن میں بھیجدیا جن کا ذکر ہم نورافشاں کے کسی گزشتہ پرچہ میں کر چکے ہیں یعنے پادری ایچ۔ ایف۔ بیوٹل صاحب جو خداوند کی خدمت کے لئے بڑے سرگرم ہیں اُنہوں نے اپنی زندگی خداوند کے کلام کے لئے وقف کر رکھی ہے +

تن من سے اِس کام میں مصروف ہیں۔ اُن کے عہد میں غیر اقوام میں سے پندرہ جانیں بچائی گئیں اور بپتسمہ پاکر کلیسیا میں شامل ہوئیں وہ نہایت کوشش کر رہے ہیں کہ یہہ مشن سلف سپورٹ بن جاوے صاحب موصوف نے جب سے یہاں آئے ہیں (Evangelistic Work) اونجلسٹک ورک میں بھی بہ نسبت پیشتر مشنریوں کے زیادہ ترقی دی ہے اُنہوں نے اپنے ہمراہ چند سرگرم منادوں کو لے کر کوٹگڈہ کے گرد نواح کی غیر اقوام میں اُردو ہندی و پہاڑی زبانوں میں خوب کام کیا و کروا رہے ہیں اُن کا ہیڈ کوارٹر Head Quarter کوٹگڈہ جہاں سے نکل کر اپنے تمام سرکل Circles میں منادی کرتے ہیں مثلاً ریاست نہائے۔ بشر۔ کلو۔ منڈی۔ سوکیت بھجی۔ شانگری۔ کمہارسین۔ کوئی۔ کیونفل تھیوگ۔ جبل۔ کہنٹی۔ دیلیٹ۔ کوٹکہائی۔ شملہ۔ اُنہوں نے مراوین مشن کیلاونگ علاقہ لاحول تک جو کوٹگڈہ سے ۱۸ پڑاو دور ہے اور شن پُو کے قریب بنگی جنگی تک جو یہاں سے نو پڑاو ہے دورہ برائے منادی کیا۔ اور جہاں کے لوگ زبان نہیں سمجھتے تھے وہاں کے پہاڑی زباندان لوگوں میں سے ترجمان مقرر کر کے بہت مردہ روحوں کو زندگی کے کلام کی بشارت دی +

قابل لحاظ ہے کہ مذکورہ بالا میدان بشارت فراخ وسیع ہے اور اس بڑے کھیت میں کوٹگڈہ کے موجودہ چھ منادِ انجیل سنانے کے لئے کافی نہیں ہیں گا ہے گاہے اُن علاقوں کی طرف دورہ ہوتا ہے اور اس کام کے لئے بہت سفر خرچ بھی درکار ہے لہذا ہم سب کی اس کھیت کے مالک (خدا) سے دعا ہے کہ وہ اپنے کھیت میں بہت سے کام کرنے والے مزدوروں کو اور اُن کی مزدوری بھیج دے تاکہ اِن اقوام

پہاڑی لوگوں میں خدا کا جلال ظاہر ہو آمین ٭

اب میں ناظرین کے سامنے اُس طریقہ کا بیان کیا چاہتا ہوں جس طریقہ سے منادی کا کام یہاں ہوتا ہے یعنے ہمارے خداوند کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق دو دو مناد مشنری صاحب سے مختلف اطراف میں بھیجے جاتے ہیں اور گاہے گاہے سب ملکر اکٹھا دورہ کرتے ہیں اور ایک سالیانہ دورہ بمعہ مشنری صاحب قریب دو ماہ کے لئے گاؤں بہ گاؤں شہر بشہر ریاست بہ ریاست ہوتا ہے اور شروع دورہ میں یہہ انتظام کیا جاتا ہے کہ ہر ایک مناد اپنے ہمراہ دینی کتب و رسالجات لیویں اور خود فروخت و تقسیم کریں اس لئے کتب فروش اس کام کے لئے نہیں رکھا جاتا ہے - اور ہر صبح بائبل و دینی ٹرکیٹ سب ملکر اپنی ترقی کے لئے پڑھتے ہیں - سفر کرنے کے پیشتر دن کے کام کے لئے خدا سے دعا کر کے روانہ ہوتے ہیں - منادوں کی دو پارٹیاں کر کے راستہ یا سڑک کے دائیں و بائیں کے قریب قریب کے گاؤں تقسیم کئے جاتے ہیں تا کہ سب میں منادی کیجاوے پڑاؤ میں پہنچکر دن بھر کے کام کے لئے برکت مانگتے اور اپنے اپنے کام کی کیفیتیں ایک دوسرے کو سناتے ہیں - اور پھر جس گاؤں یا پڑاؤ میں شب باش ہوتے وہاں دن کے وقت بذریعہ منادوں کے خبر دیجاتی ہے کہ رات کو فلاں مقرری جگہ میں پرمیشوری دہرم کی کتھا ہوگی اور بھجن گیت و غزلیں ڈہولک ستار کھنجری جہانجھ و ایکورڈین کے ساتھ گائی جاوینگی - اور دینی تصاویر بھی دکھائی جاوینگی لہذا جس کسی نے دیکھنا و سننا ہو سو حاضر ہو ورنہ وقت جاتا رہیگا - پس شام کے کھانے کے بعد کام جاری ہوتا اور بہت مرد و عورتیں جمع ہوتیں اور ایک ایک گیت وغیرہ گانے کے بعد باری باری ہر مناد پرانے و نئے عہد نامہ کے مختصر قصے بطور نصیحت و بائبل کے خاص خاص مقام سنائے جاتے اور اُن لوگوں کی غلطیاں بتلائی جاتیں - خداوند مسیح کی خوبیاں ظاہر کیجاتیں اور حقیقی نجات کا بیان درست طور سے سکھایا جاتا - لوگ بہت شوق سے سنتے اور اس طریقے سے خداوند کا خوب کلام ہوتا ہے اکثر گاؤں و پڑاؤں و شہروں میں ایسا ہی کیا جاتا ہے

اکثر یہہ بھی منادی کا طریقہ رہا ہے کہ ہیڈ کوارٹر سے منادوں کے گروہ نکل کر قریب قریب کے علاقوں و ریاستوں کے گاؤں ایک سرے سے شروع کر کے دوسرے سرے تک ختم کئے ہیں ایسا کہ کوٹگڈہ کے اِردگرد کوئی ایسا گاؤں یا علاقہ نہیں رہا جہاں انجیل کی منادی نہ کی گئی ہو - گھروں بازاروں و کانوں کھیتوں کھلیانوں میں جہاں جہاں آدمی اکٹھے ملے منادی کی گئی - اکثروں کو جو دل سے سنتے رہے یہہ مختصر دعائیں بھی یاد کرائی گئیں "ہے پرمیشور یسوع مسیح مجھ پاپی پر دیا کر" یا "ہے پرمیشور اپنے پوتر آتما کو مجھے دے جس سے میں تیرے پوتر بچن کو سمجھوں یسوع مسیح کے دوارہ سے آمین" - اس قسم کی اکثر دعائیں چھپوا کر تقسیم بھی کی گئیں ہیں ٭

پھر جب ہم باہر دورہ کرتے ہیں تو ہماری کانفرنس کے مقرر کردہ قانون کے موافق ۳ آنہ کیٹیکسٹ و ۲ آنہ ایڈر کو یومیہ بھتہ ملتا ہے علاوہ باربرداری کے - اور اگر ملک میں قحط زدگی ہو تو ایک آنہ یومیہ زیادہ ملتا ہے بلحاظ زیادہ خرچ ہونے مشن کے ہم اپنے ہمراہ کوئی ڈیرہ یا تمبو نہیں لیتے اور اس سبب سے بھی اکثر جگہوں میں کھڑولی (ایسا گھر جس میں زمیندار اپنے فصل کا اناج وغیرہ رکھتے ہیں) ملجاتی ہے - لیکن جہاں ہندو لوگ ذاتی چھوت کے باعث اپنے گھروں میں آنے نہ دیتے اور اگر کوئی آوے تو جرمانہ لیتے ہیں وہاں ہم کو گائے بیلوں و بھیڑ بکریوں کے گھروں میں رہنا پڑتا ہے ہمارے پیارے مناد خداوند کے اس فرمان کو یاد کر کے کہ "لومڑیوں کے لئے ماندیں ہیں اور چڑیوں کے لئے بسیرے پر ابن آدم کو اتنی جگہہ نہیں کہ اپنا سر رکھے" اور نیز کہ خود ہمارا خداوند بھی ایک وقت اس دنیا میں چرنی میں رہتا تھا - ایسے گھروں کو غنیمت جانتے اور قبول کرتے اور گاہے گاہے اپنے ہاتھوں سے گوبر وغیرہ نکالتے اور ایسے گھروں کو صاف کر کے اپنا بستر جماتے اور پربھو کے گن گاتے ہیں - اور جہاں لوگ بالکل گھروں میں نہیں آنے دیتے اور نہ جگہہ دیتے وہاں باہر میدانوں میں صرف آسمان ہماری چھت رہا اور زمین ہمارے بستروں کیلئے فرش بنی کسی وقت ایک متلاشی نے جو کسی جنگل میں رہتا تھا ہم کو بلا بھیجا وہاں کوئی پناہ کی جگہہ نہ تھی رات بھر موسلا دھار بارش ہوتی رہی تب ہم سب نے چھاتوں کی چھت لگا کر پربھو کے سمرن میں رین گذاری ہمارا کوئی باورچی بھی نہیں ہوتا اپنے ہاتھوں سے آپ ہی ٹکڑ پکاتے ہیں البتہ کچھ اپنے قلیوں سے امداد لیتے ہیں - اور باری باری سب انتظام آپ ہی کرتے ہیں ٭

مخفی نرہے کہ سیدھے میدانوں میں اور ٹھنڈی سڑکوں پر اور بازاروں میں ٹم ٹم و گاڑیوں یکوں و ریلوں میں سوار ہو کر منادی کرنا اور سب سامان مہیا کے ساتھ دورہ کرنا آسان ہے لیکن یہاں پہاڑی دشوار گذار رستوں و جنگلوں کی ہیبت ناک جگہوں میں جہاں بھالوؤں و جنگلی درندوں کا خطرہ ہے اور کہیں سخت گرمی اور کہیں سخت سردی و برف باری ہے کہیں سخت اترائی و دشوار چڑہائی ہے جہاں پسینہ میں عرق عرق ہو جاتے ہیں - اور ٹانگیں چلنے سے رہ جاتی ہیں پلیٹی چونکتی ہے اور سب خون و پانی ایک ہو جاتا ہے کسی مل کے پتر سورما کا کام ہے یا اُس مناد کا جس کی تعریف ہم شروع مضمون میں کر آئے ہیں لیکن شکر خدا کا جس نے ہمکو ایسی جگہوں میں خدمت کرنیکو بھیجا ہم اُس کے مبارک کلام کو یاد کر کے تسلی پاتے و اُن سب مشکلات و مہمات پر غالب آتے ہیں کیونکہ خداوند نے فرمایا "پہاڑوں کے اوپر کیا ہی خوشنما ہیں اُسکے پانو جو بشارت دیتا ہے اور سلامتی کی منادی کرتا ہے اور خیریت کی خبر لاتا ہے اور نجات کا اشتہار دیتا ہے جو صیحون کو کہتا ہے کہ تیرا خدا سلطنت کرتا ہے" یسعیاہ ۵۲ : ۷ - نیز جو کام تیرا ہاتھ کرنے پاوے اُسے اپنے مقدور بھر کر کیونکہ وہاں گور میں جہاں تو جاتا ہے نہ کام نہ منصوبہ نہ آگاہی نہ حکمت ہے واعظ ۹ : ۱۰ -

اب اے ناظرین آپ مجھے معاف کریں کیونکہ میں نے آپکے قیمتی وقت کو تھوڑی دیر کیلئے پھر ایسا بشرط زندگی و مہلت پھر کسی وقت بعض

واقعات اور رائیں

نارووال

حبیب کا خط شفیق کے نام

مائی ڈیر شفیق۔

لوبھئی ہم تمہارے نارووال بھی ہو آئے ہیں۔ مدت سے نارووال کا نام سنتے سنتے کان تھک گئے تھے اور تمہارے دعوت ناموں نے جی ستا چھوڑا تھا۔ جب لکھا یہی لکھا کہ نارووال آؤ۔ بیمار ہو۔ تو نارووال آؤ۔ تندرست ہو تو نارووال آؤ۔ الغرض ہم ہو ہی آئے ہیں۔ لیکن تمہارے بھی کیا کہنے۔ ادھر خاکسار نے نارووال کا قصد کیا اُدھر حضور نے نور پور یا بندھا باندھ واں سے رخصت۔ خیر ہوا کیا۔ ہم گئے بھی۔ تو تمہارے کہنے پر تو نہ گئے۔ نارووال کے ایک مرحوم بزرگ کی دختر نیک اختر کی شادی تھی۔ اور واں جانا پڑ ہی گیا۔ اچھا سنو۔ تمہاری ستکوں پر سرمان۔ ضرور کسی شاہی انجنیئر کی تجویز سے بنائی گئی ہوگی کہ ایک چپہ بھر زمین بھی ہموار نہیں۔ اور خاص نارووال کی پوچھو تو ہم نے اُسے اپنے وہم و خیال سے ڈبکر پایا۔ تمہیں معلوم ہو کہ ہم اسے دی ورلڈ ز میٹروپالس (دُنیا کا دارالسلطنت) کہا کرتے ہیں۔ سو ایچ سرچ اور مو بمو ویسا ہی پایا۔ نارووال کا کیتھیڈرل دارالسلطنت کے لحاظ سے ایک عالیشان عمارت ہے۔ دیواروں کی ایک ایک اینٹ پر بزرگ بیلمن کی یاد کا نقشہ کھنچا نظر آتا ہے۔ اسی کیتھیڈرل میں ۲۶ نومبر کے روز وہ رسم ادا ہوئی۔ جس کے روسے دو شخص عام اصطلاح میں ایک کہلائے جانے کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ شادی دھوم دھام سے ہوئی۔ صبح کے وقت آپ کے بارونق بازاروں میں گھومتے گھومتے ایک بڑے پھاٹک پر جا پہنچے۔ جس پر ایک آویزاں تختہ ظاہر کرتا تھا۔ کہ پادری صاحبان یہاں قیام رکھتے ہیں۔ چونکہ ہمارا کسی سے تعارف نہ تھا۔ اُلٹے قدم واپس بھاگ آئے کہ مبادا کوئی اندر سے نکل آئے اور پوچھے کہ کیا مانگتے ہو تو اُسے کیا جواب دیں۔ پھر شہر کے باہر جو خراماں خراماں نکل گئے۔ تو ایک عالیشان مکان نظر آیا۔ معلوم ہوا کہ زنانہ ہسپتال ہے۔ شوق دامنگیر ہوا کہ چلو دیکھو تو اصلی صورت کیا ہے۔ رپوٹوں اور ولائت کی اخباروں میں ایسی جگہوں کی تصویریں اور حالات اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان کی اصلیت تو دیکھو۔ آگے بڑھے تو۔ پر ڈرتے ڈرتے کہ اتنے میں ڈاکٹر مس صاحب جو ساتھ ہی اپنی کوٹھی کے برآمدے بیٹھی تھیں باہر نکل آئیں۔ اور ہمارے جواب پر کہ ہسپتال دیکھنا چاہتے ہیں۔ بشوق و خوشی ایک ایک چیز دکھائی۔ ہم ہسپتال کے ملاحظے سے بہت محظوظ ہوئے۔ جب رخصت ہونے کو تھے تو اُنہوں نے وزیٹرس بک ہمارے ہاتھ میں دیکھ کر کہا کہ فلاں ڈاکٹر صاحب یوں لکھ گئے ہیں۔ یہہ ایک ایما تھا کہ ہم بھی ہسپتال کی خوبی کا کچھ حال لکھتے جائیں۔ میں نے چپکے سے کتاب اپنے ساتھی کے ہاتھ میں جو نیم ڈاکٹر یعنی میڈیکل سٹوڈنٹ ہیں دیکر کہا کہ جناب ایسی باتوں پر رائے دینا آپ کا حق ہے۔ اُنہوں نے ہسپتال کی تعریف تو بہت کی۔ یہاں تک کہ لاہور میڈیکل کالج سے مقابلہ کر دکھایا۔ لیکن بندے سے ارشاد فرمایا کہ بتاؤ کیا لکھوں اور کیونکر لکھوں۔ یعنی تم مجھے بتاتے جاؤ۔ اور میں لکھتا جاؤں۔ اس عاجز نے اُنہیں کچھ ہمت نہ دی اور افسوس کہ کتاب خالی کی خالی ہی رہگئی۔ شفیق تمہیں معلوم ہوگا کہ میں وزیٹرس بک میں کبھی بھی کچھ لکھا نہیں کرتا۔ بھئی یہہ کام بڑے لوگوں کا ہے اور گوری رنگت والوں کی تحریروں ہی کی قدر ہوتی ہے۔ ہم خواہ مخواہ خون لگاکر شہیدوں میں کیوں داخل ہوں۔ کچھ عرصے کا ذکر ہے۔ کہ ہمیں کسی جگہہ جانے کا اتفاق جو ہوا تو واں کے دیسی پادری صاحب نے بہت اصرار کیا کہ ہم بھی (نورافشاں کے اجمیری نامہ نگار کے الفاظ میں) اپنی ”رائے زریں“ لکھتے جائیں اور ہمارے انکار پر اُنہیں بہت رنج ہوا۔ بھئی اگر تمہاری مس صاحب بھی اسی مزاج کی ہیں تو یہہ خط ہی ذرا اُن کی وزیٹرس بک میں چسپاں کر آنا۔ ہسپتال کی خوبی کا ذکر تو ہمارے ڈاکٹر دوست نے کر ہی دیا تھا۔ ہم مس صاحب کی خوش مزاجی کی تعریف کئے دیتے ہیں۔ اور پوچھو۔ تو نہ تمہارے دارالسلطنت میں کوئی اور چیز دیکھنے کے قابل ہی تھی۔ نہ ہی ہم نے دیکھی۔ باقی بروقت ملاقات تمام نارووالیوں کو سلام۔ خدا کرے یا تو ریل کی سڑک جلدی بنے یا ہمیں نارووال جانے کا پھر اتفاق نہو۔ والسلام

تمہارا دوست حبیب ۲ دسمبر ۱۸۹۶ء

جلسۂ خاص کھڑ ربپٹسٹ مشن

ضلع انبالہ

ناظرین نورافشاں کو واضح ہو۔ کہ کھڑ ر مشن کے متعلقین مناددں اور اُستادوں کی خاطر ایک خاص جلسہ ۲۵ دسمبر سے ۲۷ دسمبر تک منعقد ہوگا اور اس جلسہ کا یہہ مقصد ہے کہ مسیح خداوند کی بادشاہت پھیلانے میں قوت اور زور حاصل کریں۔ اور نیز مسیحی خدمت گذار روحانی تعلیم سے فائدہ اُٹھاکر اپنی خدمت کے لئے تازہ دم ہوکر جائیں اور اس کھیت میں روحوں کو بچاویں۔ پس ہم ناظرین نورافشاں سے التماس کرتے ہیں کہ آسمانی برکتوں کے واسطے ہمارے لئے دعا کریں تاکہ یہہ جلسہ مضبوطی اور روحانی تازگی کا باعث ہووے۔ اور ذیل کے مضامین پر تعلیم اور درس ہونگے +

سنیچر ۲۵ دسمبر۔ صبح کو بائبل کے مطالعہ کی بابت تعلیم دی جاویگی +

پھر دو بجے سے چار بجے تک بپتسمہ کی بابت اور عشاء ربانی کی بابت +

پھر شام کے سات بجے سے ۹ بجے تک ستسنگ ہوویگا۔

اتوار ۲۶ دسمبر۔ صبح کو وعظ کے ساتھ خدا کی عبادت ہوگی۔ اور عشاء ربانی ہوگی۔ پھر دو بجے سے چار بجے تک بائبل کی تعلیم کی بابت پھر چار بجے سے چھ بجے تک بازار میں منادی ہوگی۔

پھر شام کے سات بجے سے ½ ۹ بجے تک دو وعظ ہونگے +

پیر ۲۷ دسمبر صبح کو عہد عتیق اور جدید کی تعلیم دربارہ روح القدس۔ پھر دو بجے سے چار بجے تک متلاشیوں کو تعلیم دینے کی بابت۔ پھر شام کے سات بجے مسیح کی بادشاہت پھیلانے کی بابت درس ہوگا +

پس اُمید قوی ہے کہ خداوند ضرور بضرور اپنی رحمت سے اِس جلسہ پر اپنی خاص روح عنایت فرماویگا اور ہر ایک جلسہ کے شرکا کو اپنی روح القدس سے روحانی زندگی سے مالامال اور بھرپوری بخشیگا + الراقم منتھا سنگھ پاسبان انجمن کلاں

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن دسمبر ۳۔ ٹائمس کا کارسپانڈنٹ مقیمہ شنگھائی بیان کرتا ہے کہ چین کوشش کر رہا ہے کہ جرمنی کے مطالبہ کی نسبت سالسی حاصل کرے +

پیکین میں خبر پہنچی ہے کہ چین روس کی جانب سے بیچ بچاؤ کے حاصل کرنے سے قاصر رہا ہے۔ روس چاہتا ہے کہ کوریہ میں مجھے آزادانہ اختیار ہو +

لنڈن دسمبر ۴۔ لارڈ رے سکول بورڈ کے پریزیڈنٹ انتخاب کئے گئے ہیں +

وناخیل دسمبر ۳۔ جو عدالت اُن لوگوں کے لئے جو بنیر کے حملہ میں شریک تھے اجلاس کر رہی ہے اُس کے پریزیڈنٹ میجر جنرل برڈ ہیں اور برگیڈیر جنرل اجرٹن لفٹننٹ کرنل پالک اور سٹرنگ ہسبنڈ ممبر۔ کل سے اجلاس شروع ہوئے ہیں اور چھ گھنٹے روزمرہ کا اجلاس ہوتا ہے۔ اس میں تحقیقات زیادہ طول طویل ہوتی معلوم ہوتی ہے +

بمبئی دسمبر ۳۔ گورنر نے بمبئی یونیورسٹی کے فیلوز سے مسٹر تلک کا نام خارج کر دیا ہے +

الہ آباد دسمبر ۳۔ چند روز ہوئے کہ کپتان پارسنز نے شکایت کی کہ ریل گاڑی کے مسافروں کا اسباب چرایا جاتا ہے +

کہتے ہیں کہ ایک گارڈ گرفتار کیا گیا ہے جس کے گھر سے بہت سی مشتبہ چیزیں نکلی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ چیزیں اُن صندوقوں سے نکالی ہوئی ہیں جو لگیج یا بریک وین میں مسافروں کے رکھے جاتے ہیں +

ریلوے پولس کا ڈپٹی انسپکٹر جنرل مقیمہ الہ آباد دریافت کرتے ہیں کہ جن مسافروں نے حال میں یہہ نقصان اُٹھایا ہے وہ چوری شدہ اسباب کی فہرست اُس کے پاس روانہ کریں +

لنڈن دسمبر ۴۔ روم ٹرکی، اور یونان کے درمیان آج مقام قسطنطنیہ میں صلحنامہ پر دستخط ہو گئے ہیں +

باغ دسمبر ۳۔ آدم خیل نے کل جرمانہ ادا کر دیا ہے۔ ملک دین نے ایک حصہ مگر ریفل نہیں دیں۔ کوکی دوسری تاریخ کو آئے کہ شرائط کو معلوم کریں +

ملک دین نے کل کے روز جائزہ دینے کا وعدہ کیا ہے مگر اِس میں بہت کچھ شک ہے +

پوسٹماسٹر دار ثمن نے دوسری تاریخ کو اتفاقاً اپنی ران کی ہڈی میں گولی لگائی +

لنڈن دسمبر ۴۔ پرنس رنجیت سنگھ جی سڈنی میں سخت بیمار ہیں +

درگائی دسمبر ۴۔ اُتمان خیل کا فرقہ ملن نے تمام شرائط کو جو اُن پر لگائے گئے ہیں سوائے رفلوں کے واپس کرنے کے منظور کر لئے ہیں +

میر ملک نے قرآن کی قسم کھائی ہے کہ ہمارے لوگوں کے پاس کوئی بریچ لوڈر نہیں ہیں +

مہم اُتمان خیل اب خاتمہ پر پہنچی ہے +

لنڈن دسمبر ۴۔ مقام کیوچو کے واسطے جو فوج جرمنی سے جاویگی اُس کا شمار ۴۰۰۰ ہوگا۔ یہہ فوج سب سے بڑی ہے جو جرمنی سے کبھی باہر بھیجی گئی ہے +

پونا دسمبر ۶۔ آج وبا سے ۴۸ واردات اور ۴۹ اموات ہوئیں +

بمبئی دسمبر ۶۔ کل ۱۵ تازہ واردات اور ۱۲ اموات ہوئیں +

برلن دسمبر ۶۔ جرمن کے فارن سکرٹری نے کیوچو کے بارے میں تقریر کرتے ہوئے چین کے برخلاف ہمیشہ کی رنجشوں کی نسبت اشارہ کیا۔ یہہ بھی کہا کہ جرمنی نے ہمیشہ چاہا ہے کہ چین سے دوستی اور امن بنا رہے +

مگر جرمنی نے اُنہوں نے بیان کیا۔ گوارا نہیں کرتا کہ چین اُس سے بہ نسبت اور یورپین سلطنتوں کے ایک نرالہ سلوک کرے۔ جرمنی چاہتا ہے کہ دیگر سلطنتوں کے مفید طلب امور کا لحاظ کرے اور اُمید رکھتا ہے کہ دیگر سلطنتیں اُس کا لحاظ کرینگی +

\+ + + + + + + +

\+ + + + +

\+ + +

مضامین مفید المبتدئین

بقیہ

ایک بے ایمان لوہار کی حکایت

چنانچہ جنوری مہینہ میں فجر کے وقت جیسا کہ میں نے اپنی دوکان میں کام کرنا شروع کیا میں نے بوڑھے عیسائی کو جو میرا پڑوسی ہے گھوڑے پر سوار ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا وہ آتے ہی گھوڑے پر سے اُترا اور جب میرے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ بڑا سرگرم اور گھبراہٹ میں تھا اُس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اور سینہ دھڑکتا تھا اُس نے آتے ہی میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بڑی ملائمی سے یوں کہنے لگا کہ میں تمہاری نجات کے لئے نہایت فکرمند ہوں میں نہایت ہی تمہاری نجات کے لئے فکرمند ہوں اور یہہ کہہ کے رونے لگا اور اُس نے بہت کوشش کی کہ پھر کچھ بولے لیکن کچھ بول نہ سکا اور اسی حالت میں دوکان سے باہر نکلکے اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے چلا گیا۔ تب میں شنشان کھڑا رہ گیا اور کام کرنا بھول گیا گویا وہ بات دل میں آتی رہی کہ میں تمہاری نجات کے لئے نہایت فکرمند ہوں؟ بیشک یہہ دین کی سچائی کی ایک نئی دلیل ہے جو پیشتر کبھی واقع نہیں ہوئی۔ کیا سبب ہے کہ وہ بوڑھا پڑوسی میرے لئے ایسا حیرانی اور گھبراہٹ میں تھا؟ یہہ تو ایک بجلی کی طرح جو صاف آسمان سے گرے گویا مجھ کو مارا میں نے اپنے دل میں کہا بیشک مجھے اپنی نجات کے لئے ضرور فکرمند ہونا چاہئے اب میں کیا کروں؟ اِسی حالت میں میں اپنے گھر گیا میری دیندار بیوی جس کی باتوں کو میں پہلے ہنسی سمجھتا تھا مجھ کو دیکھ کر بولی کہ آج آپ کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ میں اب اپنے گناہوں کو پہچانتا اور اُن کے بوجھ کے نیچے دبا جاتا ہوں۔ آج فجر کے وقت بوڑھا مسیحی جو ہمارا پڑوسی ہے میرے پاس آکے کہنے لگا کہ میں تمہاری نجات کے لئے بہت فکرمند ہوں سو اب میں کیا کروں؟ میری بیوی نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتی کہ آپ کیا کر سکتے ہیں میری دانست میں یہہ بہتر ہوگا کہ آپ سوار ہوکے اُسی بوڑھے کے گھر جایئے اور اُس سے صلاح لیجئے تو وہ آپ کو بتلائیگا کہ نجات پانے کے لئے کیا کرنا چاہئے +

چنانچہ میں سوار ہوکے اُس کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ بوڑھا اُسی خلوت خانے میں اکیلا بیٹھا ہے کہ جس میں اُس نے رات بھر مجھ لاچار کی مُردہ روح کے لئے دعا مانگی اور آنسو بہائے تھے تاکہ خدا میرے اوپر رحم کرے سو میں نے گھوڑے سے اوتر کے کہا ہے صاحب میں آیا ہوں تاکہ آپ کو بتلاؤں کہ میں اپنی نجات کے لئے بڑا فکرمند ہوں۔ اُس بوڑھے نے مجھکو دیکھتے ہی کہا کہ خدا کی تعریف ہو یہہ ایک دیانت کی بات اور قبولیت کے لائق ہے کہ عیسیٰ مسیح گنہگاروں کے لئے مُوا اُس کو پکڑ کے اپنے گناہوں کا بوجھ اُس پر ڈالو کیونکہ جو اُس پر ایمان لاتا ہے ہرگز ہلاک نہ ہوگا اُس نے پاک نوشتے میں سے خداوندی کی بابت مجھے بہت سی تعلیم دی اور اُسی جگہہ ہم دونوں نے دعا مانگی اور جب تک خدا نے میرے دل میں آرام نہ بخشا ہم دونوں دن بھر اُسی جگہہ میں اکٹھے رہے +

پھر لوہار نے کہا کہ میں نے اکثر دین کی سچائی کا ثبوت ڈھونڈھا لیکن خدا مبارک ہو کہ اُس نے آپ ہی ایک ایسا ثبوت جس کو میں کبھی رد نہیں کر سکتا ہوں مجھے اُس وقت دیا جب کہ ایک بوڑھا مسیحی جو میری نجات کے لئے فکرمند تھا روتا ہوا میرے پاس آیا۔ اب میں سچائی سے کہہ سکتا ہوں کہ میں خوش آدمی ہوں اور میری سلامتی دریا کی مانند جاری ہے۔ میری بیوی جس نے میری بیدینی کی ازحد برداشت کی اب خدا کے فضل سے میرے ساتھ نہایت خوش ہے۔ میں پہلے اندھا تھا اب دیکھتا ہوں۔ اور اب میں کہتا ہوں کہ اگر تم مجھ سے کسی گنہگار کی مدد کرنی چاہتے ہو تو اُس بوڑھے کی طرح اپنے گوشہ خلوت میں جا کے دعا مانگو اور میں بھی اپنے بیدین دوستوں کے لئے اپنی کوٹھری میں جا کے دعا مانگونگا +

وہ بڑی شکرگذاری کے ساتھ جماعت میں بیٹھا ہوا اس طرح اپنا حال بیان کر رہا تھا اور سب سننے والے نہایت حیران اور آبدیدہ تھے کیونکہ سب نے معلوم کیا کہ وہ کیا تھا اور اب کیسا ہوگیا۔ ایک سال کے بعد وہ بوڑھا دیندار اس جہان فانی سے کوچ کر گیا لیکن وہ نیا مرید لوہار اب تک زندہ اور سلامت ہے وہ تو بڑا سرگرم دیانتدار اور مسیح میں بڑا حلیم ہے +

مظہر مہر

حبشی غلام کا قصہ

کسی ملک میں جہاں غلاموں کی خرید فروخت کا دستور رائج تھا ایک زمیندار نے بیس غلام مول لینے چاہا چنانچہ وہ غلاموں کے سردار کو اپنے ساتھ لے کے بازار میں گیا اور اُس کو حکم دیا کہ تو خوب دیکھ بھال کے اچھے غلام جو بڑے مضبوط اور کام کرنے کے لائق ہوں میرے لئے چن لے۔ یہہ سنکر سردار نے اِدھر اُدھر پھر پھرا کے بیس غلام اچھے اچھے چن لئے اور ایک ضعیف بڈھے کی طرف اشارہ کرکے زمیندار سے کہا کہ صاحب اس کو بھی مول لے لیجئے۔ زمیندار نے اُس کے خریدنے سے انکار کرکے کہا کہ نہیں میں اس کو نہ لونگا یہہ کس کام کا ہے؟ لیکن سردار نے جو خود حبشی تھا بہت منت کر کے کہا کہ نہیں اس کو بھی لے ہی لیجئے +

یہہ گفتگو سنکر غلاموں کے بیچنے والا بول اُٹھا کہ اگر تمہارا مالک بیس غلام مول لے تو میں اُسے یہہ بڈھا ویسا ہی بلاقیمت

زیدہ دن کچھ نہ لوں +

چنانچہ زمیندار نے بیس غلام مول لئے اور بیسیوں کو بڈھے سمیت اپنے مکان پر بھیجدیا وہاں پہنچکر اُس سردار نے اُس بڈھے کی بڑی خاطرداری کی اور اُسے اپنے ہی گھر میں رکھا اور اپنے کھانے پینے میں سے اُسے کھلاتا پلاتا اور سردی کیوقت اُسے باہر لیجا کے دھوپ میں لٹا دیتا تھا اور جب دھوپ زیادہ ہوتی تھی تو اُسے پھر سائے میں بٹھا دیتا تھا +

ایک دن اُس کے مالک نے اُس کی بڑی مہربانی اور توجہ اُس بڈھے کے حال پر دیکھکے بہت تعجب کر کے اُس سے پوچھا کہ ارے سردار کیا وہ بڈھا تیرا باپ ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ نہیں صاحب وہ میرا باپ نہیں ہے - اُس نے پھر پوچھا کہ کیا وہ تیرا بڑا بھائی ہے؟ سردار بولا کہ نہیں صاحب وہ میرا بھائی نہیں ہے - تب مالک نے کہا کہ وہ ضرور تیرا چچا یا اور کوئی قرابتی رشتہ دار ہوگا؟ سردار بولا کہ نہیں صاحب وہ میرا رشتہ دار کیا بلکہ دوست بھی نہیں ہے - تب زمیندار نے تعجب کر کے اُس سے پوچھا کہ پھر تو کس واسطے اِتنی بڑی خاطرداری اُس کی کرتا ہے؟ اِس کا کیا سبب ہے! +

سردار نے جواب دیا کہ میں اسواسطے ایسا کرتا ہوں کہ وہ میرا دشمن ہے کیونکہ اِس آدمی نے بچپن میں مجھے میرے وطن اور بھائی بندوں سے چھڑا کے بردہ فروشوں کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا - اور چونکہ خدا کے کلام میں حکم ہے کہ جب تیرا دشمن بھوکھا ہو تو اُسے کھلا اور جب وہ پیاسا ہو اُسے پانی پلا سو میں اِس حکم کو مقدور بھر بجا لاتا ہوں +

بیداریٔ ہندوستان کیلئے

دعا کی تجویز

بیداریٔ ہندوستان کے بارہ میں مضمونوں کا سلسلہ دینی اخبارات میں حال ہی میں شایع ہوا ہے - اِن تمام مضمونوں میں اِس امر پر بار بار اور تاکید سے زور دیا گیا ہے کہ دعا کی بڑی ضرورت ہے - اِس ضرورت کی ضرورت کو ہندوستان - برہما اور سیلون کے اکثر مشنریوں نے معلوم کیا ہے +

بہت سے مشنریوں اور دیگر مسیحیوں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ بیداریٔ ہندوستان کے لئے ایک خاص قومی دن دعا کا مخصوص کیا جاوے - بعد صلاح اور مشورہ کے - ۱۲ - دسمبر اتوار کا روز اِس غرض کے لئے مقرر کیا گیا ہے +

ہم تمام مسیحیوں سے عام اس سے کہ یورپین ہوں یا ہندوستانی - کارندے ہوں یا نہ - اپیل کرتے ہیں کہ وہ اِس دن کو خاص التجا کے لئے علیحدہ کریں تاکہ روح پاک اپنی بڑی قدرت سے مسیحیوں اور غیر مسیحیوں میں ظاہر ہو +

مشنری کانفرنسیں اور مسیحی جماعتیں اور آور مسیحی اِس طریقہ کو بہت مفید پائینگے اگر وہ اِس قسم کی کمیٹیاں اپنے میں مقرر کریں جو عام جلسوں کا بندوبست کریں اور ہندوستانی مسیحی جماعتوں میں اِس دن کے ماننے کا وسیع رواج دیں - کلکتہ کی مشنری کانفرنس نے اِس تجویز کو دل سے منظور کیا ہے اور ایک کمیٹی مقرر کی ہے کہ ضروری لوکل انتظام کریں +

ذیل کے مضامین دعا کے لئے تجویز کئے گئے ہیں - اِن مضمونوں میں سے کسی پر زیادہ زور دینے کا موقع ہوگا یا اُن کی جگہہ دیگر مضامین بھی ٹھہرائے جا سکتے ہیں +

(۱) ہندوستان کی مسیحی کلیسیا - قول و فعل کی اور نفقت کنسٹنسی ایمانداری - برادری کے لئے +

(۲) مشنری ایجنسی - دانائی - یگانگت - طاقت کیلئے

(۳) مسیحی خدمتگذار - ایمان - دعا میں سرگرمی پاک روح کے لئے +

(۴) ہندوستان کے بچوں کے لئے اور اُن فریقوں کے لئے جو اُن میں کام کرنے کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں +

(۵) ہندوستان کے نوجوانوں خصوصاً طالب علموں کے لئے +

(٦) ہندوستان کی مستورات کے لئے -

(۷) اہل اسلام کے لئے -

(۸) ہندوستان میں یورپین کے لئے - خصوصاً اسی ہزار گورہ سپاہیوں کے لئے +

(۹) اُن کے لئے جنکو ابتک کلام نہیں سنایا گیا +

(۱۰) بیداریٔ ہندوستان کے لئے - دعا کی روح کے لئے - اِنتظاری کی روح کے لئے - ریویول کی روح کے لئے - خود انکاری کی روح کیلئے - فتح کی روح کے لئے - اِن سب سے بڑھکر خدا کی روح کے حاصل کرنے کے لئے جو اِن سب روحوں کا منبع ہے +

اِس ملک کی کل مسیحی کلیسیا کی متفق اور باایمان دعا کے اِن کے نتیجوں کو خیال میں رکھکر کیا آپ اِسی دن یعنے اتوار دسمبر ۱۲ - کو مخصوص نہ کرینگے تاکہ ہندوستان کی بیداری کے لئے خدا سے اِنتظاری کریں؟ +

دستخط

لکھنؤ کے بشپ صاحب الہ آباد + بشپ جے - ایم تھوبرن بمبئی - ٹی والکر - پالم کوٹا - + ایس - سٹیاندھن - مدراس - رابرٹ ہیوم - احمد نگر + کے - ایس - میکڈانلڈ کلکتہ - کے بی - بینرجی - کلکتہ + جیک - چیمبرلین - مدناپل - ڈی - ایل - برٹین - رنگون + جے فرگیوسن - کولمبو -

پادری - اے - ایچ - یونگ صاحب - اڈیٹر و منیجر نورافشاں کے واسطے - امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم وائلی کے اہتمام سے چھپا +